فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي
میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان
www.KitaboSunnat.com
تالیف: حافظ ابوبکر اسماعیل حفظہ اللہ
تفہیم و تخریج: فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ
صبح روشن

نام کتاب : **فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ**

تالیف : حافظ ابو بکر اسماعیل حفظہ اللہ

تفہیم و تخریج : فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ

قیمت : 60 روپے

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
0321-4275767, 0300-4516709
www.subheroshan.com

فِدَاكَ اَبِی وَاُمِّی
میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان
تالیف: حافظ ابوبکر اسماعیل حفظہ اللہ
تفہیم وتخریج: فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ

فہرست مضامین

فداک أبی وأمی (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں)

محبت ہو تو ایسی

نبی اکرم ﷺ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا جزء ہے جو مسلمان آپ ﷺ کو اپنے مال ومتاع اولاد حتی کہ جان سے زیادہ عزیز نہیں سمجھتا وہ کامل مسلمان نہیں ہوسکتا۔ پیارے نبی اکرم ﷺ کی ایسی کئی احادیث موجود ہیں جن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی شامل ہے۔ آپ ﷺ سے محبت اور جان نثاری کا عالم کیا ہونا چاہیے اس کی ایک جھلک میدانِ احد سے ملتی ہے۔

معرکہ احد میں کچھ تیر انداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کی طرف سے ٹیلے پر متعین کردہ جگہ کو چھوڑنے کی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ قریش مکہ کا ایک دستہ خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں پر پچھلی جانب سے حملہ کرتا ہے۔ اس اچانک حملے سے مسلمانوں کی صفوں میں اس قدر اضطراب اور کھلبلی پیدا ہوتی ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ صحابہ رہ جاتے ہیں اور مشرک آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان بارہ سچی محبت کرنے والے جاں نثار صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ کا دفاع کس طرح کیا؟

امام نسائی کی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کردہ روایت میں اس سوال کا جواب موجود ہے۔ جس میں انھوں نے بیان کیا کہ ”معرکہ احد میں جب مسلمان بھگدڑ میں منتشر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف گیارہ انصاری اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم رہ گئے تو مشرک آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ نے نگاہ کو بلند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”قوم (مشرکوں) کا مقابلہ کون کرے گا؟“

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ پر رہو۔''

انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: ''میں اے اللہ کے رسول!''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم (ٹھیک ہے تم مشرکوں کا مقابلہ کرو)''

اس شخص نے مشرکوں سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ مشرک اسی جگہ ڈٹے ہوئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ پر رہو۔''

ایک انصاری نے عرض کیا: ''میں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم'' (ہاں ٹھیک ہے تم مشرکوں کا مقابلہ کرو) اور شخص مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ اسی طرح فرماتے رہے اور ہر مرتبہ ایک ایک انصاری سامنے آتے اور اپنے پیش رو کی طرح مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو جاتے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکوں کا مقابلہ کون کرے گا؟'' حضرت طلحہ نے عرض کیا: ''میں''

حضرت طلحہ نے گیارہ انصاریوں کے بقدر لڑائی کی۔ دوران لڑائی ان کے ہاتھ پر وار ہوا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ انھوں نے کہا: ''حس''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو (بسم اللہ) کہتا تو فرشتے لوگوں کے سامنے ہی تجھے اٹھا لیتے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پھیر دیا۔ (صحیح سنن النسائی: ۲/۶۶۱)

اللہ اکبر! رسول کریم ﷺ سے سچی محبت کرنے والے گیارہ جان نثار آپ ﷺ پر اپنی جانوں کو نچھاور کر دیتے ہیں۔ پھر بارھویں جاں نثار آگے بڑھتے ہیں اور ان کی فدا کاری کچھ معمولی نہ تھی بلکہ تنہا ان کی فدا کاری گیارہ پہلے جاں نثاروں کی جاں نثاری کے بقدر تھی۔ ان کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شل ہو گیا۔ امام بخاری حضرت قیس رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ''میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو کہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے شل ہو گیا تھا۔'' (بخاری: ۷/۳۵۹) یہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو نبی

اکرم ﷺ سے سچی محبت کرتے تھے اور اس محبت میں مال و دولت کیا جان تک قربان کر دیتے تھے تاریخ میں ایسی ایک نہیں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ صحابہ کرام کا یہی وہ جذبہ اور ایسی ہی محبت آج بھی دلوں میں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے برادرم مولانا ابوبکر اسماعیل نے تالیف کیا ہے ادارہ صبح روشن اس سے پہلے بھی ان کی ایک کتاب ''بہترین اور بدترین لوگ'' پیش کر چکا ہے۔

ہمارے دوست اور ادارہ صبح روشن کے روح رواں فضیلۃ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کی محبت اور جاں نثاری پر جامع مقدمہ تحریر کر کے کتاب میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ انھوں نے فوائد اور ہر صحابہ کے حالات، فضائل اور افادیت کا ذکر کر کے اس کتاب کو جامع اور پر اثر بنا دیا ہے۔ اللہ رب العزت انھیں دنیا و آخرت میں سرخرو کر کے ان سے دین کا زیادہ سے زیادہ کام لے۔ آخر میں محترم قاری امین الرحمٰن، قاری سعید الرحمٰن اور جناب حافظ آصف رشید کا شکریہ ادا کرنا ناسپاسی ہوگی جن کی شب و روز کی محنت سے یہ کتاب منظر عام پر آئی محترم حافظ آصف رشید صاحب نے نہ صرف کتاب کی سیٹنگ پہ بھرپور محنت کی بلکہ سرورق بھی تیار کیا۔ اللہ رب العزت ان کی محنت قبول فرمائے۔ (آمین) ''صبح روشن'' کی طرف سے سیرت پر سلسلہ وار کتب کا آغاز ''اسوۂ رسول'' سے ہو چکا ہے یہ اس سلسلے کی دوسری کتاب ہے، اللہ رب العزت کی نصرت و مدد سے آپ ﷺ کی سیرت پر ہم بہت سی کتب آپ کے سامنے پیش کریں گے اللہ ہمیں پیارے نبی ﷺ کی سیرت کو عام کرنے اور اپنانے کی توفیق سے نوازے رکھے۔

محتاج دعا

عبدالوارث ساجد

17 مارچ 2011

دار المجید شیخوپورہ

محبت رسول ﷺ میں جان بھی قربان ہے

مومن کے ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ساری کائنات سے زیادہ محبت کرے اگر ایسا نہیں تو پھر عذاب الٰہی کا منتظر رہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ [التوبة:٩/٢٤]

”کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا“

سورۃ توبہ کی یہ آیت دراصل ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مکہ سے ہجرت فرض ہونے کے وقت ہجرت نہیں کی۔ ماں، باپ، بہن، بھائی، اولاد، بیوی اور مال و

جائیداد کی محبت نے ان کو فریضۂ ہجرت ادا کرنے سے روک دیا۔[معارف القرآن (٤/٣٣٩)]

میں اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں:

ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو اپنی جان سے، اپنے اہل وعیال سے اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہوں، میں گھر میں رہتا ہوں، لیکن شوقِ زیارت مجھے بے قرار کردیتا ہے۔ صبر نہیں ہوسکتا دوڑتا بھاگتا آتا ہوں اور دیدار کر کے چلا جاتا ہوں لیکن

((انی ذکرت موتی وموتك))

"جب مجھے آپ کی اور اپنی موت یاد آتی ہے۔"

اور اس کا یقین ہے کہ آپ جنت میں نبیوں کے سب سے بڑے اونچے درجے میں ہوں گے تو ڈر لگتا ہے کہ پھر میں تو آپ کے دیدار سے محروم ہوجاؤں گا۔

((عرفت أنك إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين وخشيت أن لا أراك))

"مجھے معلوم ہے جب آپ جنت میں جائیں گے تو نبیوں کے ساتھ ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کو دیکھ نہ سکوں گا۔"

نبی کریم ﷺ ابھی خاموش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کردی۔

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا﴾ [النساء: ٤/٦٩، ٧٠]

"اور جو بھی اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین

رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے''۔
[مجمع الزوئد، کتاب التفسیر، تفسیر سورہ النساء، قولہ تعالٰی (٧/٦٠٧) طبرانی فی الصغیر (٥٢) والاوسط (٤٨٠) ومنبع الفوائد (٢/٢) وتفسیر ابن کثیر (٦٨٣/١)]

ایمان کی تکمیل کیسے...؟:

آدمی ہر چیز سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے ورنہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے ماں باپ، بچوں اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''
[صحیح بخاری، الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان (١٠٢٨) ومسلم (٤٤)]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ وَأَهْلِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))

''کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا یہاں تک کہ اس کی نگاہ میں میری محبت اس کے مال اور اس کی بیوی کی بہ نسبت اور تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ نہ ہو۔''
[سنن النسائی، الایمان، باب علامة الایمان]

آپ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں:

سیدنا عبداللہ بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

((لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي))

"آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں سوائے میری اپنی جان کے"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))

"نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں"

پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:

((فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي))

"پھر تو اب اللہ کی قسم! آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْآنَ يَا عُمَرُ))

"ہاں! عمر اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے۔"

[صحيح بخاری، الأيمان و النذور، باب كيف كانت يمين النبی (٦٦٣٢)]

میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ!

((مَتَى السَّاعَةُ......؟))

"قیامت کب آئے گی؟"

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:

((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟))

"تو نے اس قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟"

تو وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

((مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ))

''میری قیامت کے لیے تیاری کا حال تو یہ ہے کہ میرے پاس نہ زیادہ نمازیں ہیں نہ روزے اور نہ ہی صدقہ وخیرات ہیں لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ))

''تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔''

[صحیح مسلم، البر والصلة، باب المرء مع من أحب (٦٧١٥) (٢٦٣٩)]

ایمان کا مزا پانے والے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ))

''جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں تو اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔''

① ...... أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

''اللہ اور اس کا رسول اس کو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں''

② ...... وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ

''اور یہ کہ وہ کسی سے صرف اور اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہو''

③ ...... وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

''وہ کفر میں لوٹنا اتنا ہی ناپسند کرے جتنا وہ آگ میں پھینکا جانا ناپسند کرتا ہے۔''

[صحیح بخاری، الأیمان، باب حب الرسول من الأیمان (١٦)]

محبت ہو تو ایسی..!

صحابہ کرام ﷺ کی آپ ﷺ سے محبت ایسی تھی کہ کافر حیران و پریشان رہ گئے۔ سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو جب کفار قتل کرنے لیے حرم سے باہر لے گئے تو ابوسفیان نے جو، اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان سے کہا:

((اَ تُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْاٰنَ مَكَانَكَ نَضْرِبُ عُنُقَهٗ وَاِنَّكَ فِیْ اَهْلِكَ))

”کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ تم تو اپنے گھر میں رہو اور اس وقت ہمارے پاس محمد (ﷺ) ہوں اور ہم (معاذ اللہ) ان کو قتل کر دیں؟“

سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے اس گھناؤنے اور وحشیانہ مطالبے کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار یوں فرمایا:

((وَاللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا الْاٰنَ فِیْ مَكَانِهِ الَّذِیْ هُوَ فِيْهِ تُصِيْبُهٗ شَوْكَةٌ تُؤْذِيْهِ وَاَنَا جَالِسٌ فِیْ اَهْلِیْ)).

”اللہ کی قسم! مجھے اتنی بات بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں اور میرے محبوب ﷺ کو وہاں رہتے ہوئے ایک ذرا سا کانٹا بھی چبھ جائے۔“

اس قسم کے مظالم، جلادانہ بے رحمیاں، عبرت خیز سفاکیاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی راہ حق سے متزلزل نہ کر سکیں اس لیے ابوسفیان نے اقرار کرتے ہوئے کہا:

((مَا رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ اَحَدًا يُحِبُّ اَحَدًا كَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا))

”نبی کریم ﷺ کے ساتھی جس طرح آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں اس طرح محبت اور تعظیم کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔“

[سیرت ابن هشام علی هامش ” الروض الانف“ ذکر یوم الرجیع فی سنة ثلاث (۲٤۰/۱٦۸،۱٦۹)]

محبت کا صحیح مفہوم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ))

''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

[سنن الترمذی، العلم، باب ما جاء في الأخذ من السنة (٢٦٧٨) (٥/٤٩)]

رسول ﷺ کی محبت میں سب کچھ قربان:

یہ فطری بات ہے کہ آدمی کو اپنے باپ دادا، بیٹے، بیویاں، مال و متاع، گھر بار بہت زیادہ محبوب ہوتے ہیں ان سب کو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں قربان کر دینا یقیناً بہت ہمت کا کام ہے۔

سیدنا ابن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان ابن آدم کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے، وہ اسلام کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اپنے دین اور اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ رہے ہو؟ ابن آدم شیطان کی بات رد کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، پھر وہ اس کی ہجرت کے راستہ میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تم ہجرت کر کے اپنے وطن کی زمین اور آسمان کو چھوڑ رہے ہو۔ مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہو۔ ابن آدم شیطان کی اس بات کو بھی رد کر کے ہجرت کرتا ہے، پھر شیطان اس کے جہاد کے راستہ میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تم جہاد کرنے جا رہے ہو، تم اپنی جان اور مال کو خطرہ میں ڈالو گے تم جہاد میں مارے جاؤ گے تمہاری بیوی دوسرا نکاح کر لے گی، تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا۔ ابن آدم اس کی اس بات کو بھی رد کر کے جہاد کے لیے چلا جاتا ہے، جس مسلمان نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے۔

[سنن النسائی (۳۱۳۴)]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری کائنات سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت رکھتے تھے، اس کا ثبوت ان گنت مثالیں ہیں کہ صحابہ نے نبی ﷺ کی محبت میں اپنے باپ، بیٹوں اور بہن بھائیوں کو قربان کر دیا اور اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کر دیا، جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی محبت رسول ﷺ کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''اے اللہ کے رسول! ان قیدیوں کو ہر اس مسلمان کے حوالے کیا جائے جو اس کا عزیز ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر دے، تاکہ دنیا کو اس کی خبر ہو کہ محبت رسول میں محمد ﷺ کے چاہنے والے ہر چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔''

ہم اس لازوال محبت کی چند ایک مثالیں یہاں درج کیے دیتے ہیں۔

محبت رسول میں باپ قتل کر دیا:

غزوۂ بدر میں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بے خوف وخطر دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ جونہی آپ کسی شہسوار کے سامنے آتے وہ گھبرا کر ایک طرف نکل جاتا لیکن ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جو آپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا اور تلوار کا وار کرنے کی کوشش کرتا، لیکن آپ پہلو تہی اختیار کرتے۔ وہ شخص آپ کے مقابلہ کے لیے بار بار سامنے آتا رہا، لیکن آپ مسلسل نظر انداز کرتے رہے۔ لڑائی کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اس شخص نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ جب سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لیے تمام راستے بند ہو گئے تو آپ ﷺ نے مجبور ہو کر اس کے سر پر تلوار کا ایسا زوردار وار کیا جس سے اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں رہ گئی کہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا یہ شخص ان کا اپنا باپ تھا۔ آپ کا یہ کارنامہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ آپ کی شان میں قرآن نازل کر دیا۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [المجادلة : ۲۲]

''جو لوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان کی ہی لوگ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیضِ غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش، یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔''

[الطبرانی فی الکبیر (۳۶۰) والمستدرك حاکم (۳/۲٦٥) والاصابة (٤/٤٧٦) (٤٤١٨) وتفسير ابن کثیر (۲/۳۸٥) اس کی سند صحیح ھے]

میں اپنے بیٹے کی گردن تن سے جدا کردوں:

جنگ بدر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے جنگ کے لیے مسلمانوں کو للکار رہے تھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ اے اللہ کے رسول! آپ اجازت فرمائیں کہ میں اپنے بیٹے کی گردن تن سے جدا کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ (الاستیعاب (۲/۳٦۸) (۱٤۰۲)

میں ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا کہتا ہے ''ابو جی میدانِ کارزار میں آپ بار بار میری تلوار

کے نیچے آ رہے تھے، لیکن میں نے باپ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا'' تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''بیٹا اگر تو میری تلوار کے نیچے آ جاتا تو میں تجھے اللہ کے رسول کا دشمن سمجھ کر تیری زندگی کا خاتمہ کر دیتا، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت کے سامنے دنیا کی کوئی محبت آڑے نہیں آ سکتی۔''

[مستدرك حاكم (۳/۴۷۵) و حياة الصحابة كاندهلوى (ص۴٦۳)]

اپنے ہی ماموں کی قربانی:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام بن ہبیرہ کو قتل کر کے محبت رسول کا ثبوت دیا۔ [سیرت ابن هشام (۲/۳۲۴)]

اپنے باپ کو تھپڑ مار دیا:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم ابوقحافہ نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو اس زور سے تھپڑ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور پھر رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تو نے ایسا کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دوبارہ ایسا نہ کرنا'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اپنے باپ کی گردن کاٹ دیتا۔

[اسباب النزول ...... (ص/۴۳۴)]

محبت رسول (ﷺ) میں بھائی کی قربانی:

غزوۂ احد میں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر کے محبت رسول (ﷺ) کا اظہار کیا۔ (اسباب النزول للسيوطى (ص/۸۲)

محبت رسول ﷺ میں بہن کی قربانی:

سیدنا عمیر بن اسید رضی اللہ عنہ کی ایک بہن تھی جو رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کرتی تھی تو انہوں نے محبت رسول میں اسے قتل کر دیا۔[طبرانی فی الکبیر (۱۷/٦۴،٦۵) (۱۲۴)]

محبت رسول میں بیوی قربان کردی:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی تھا اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی خوبصورت اولاد) تھی وہ نبی ﷺ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی، وہ اسے منع کرتا تھا مگر مانتی نہ تھی وہ اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی ایک رات وہ نبی ﷺ کی بدگوئی کرنے اور آپ کو گالیاں دینے لگی تو اس نابینے نے ایک برچھا لیا اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر دیا، اس لونڈی کے پاؤں میں چھوٹا بچہ آ گیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ کو اس کے قتل سے آگاہ کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أُنشِدُ اللّٰه !رَجُلًا فَعَلَ لِیُ عَلَیْهِ حَقِّ الَّا قَامَ ،قَالَ ::فَقَامَ الْاَعْمٰی یَتَخَطّٰی النَّاسُ وَهُوَ یَتَزَلْزِلُ ،حَتّٰی قَعَدَ بَیْنَ یَدَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ :یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ !اَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِیْكَ فَاِنَّهَا فَلَا تَنْتَهِیُ ،وَاَزْجِرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ ،وَلِیَ مِنْهَا اِبْنَانِ مِثْلِ اللُّؤْلُؤَتَیْنِ، وَكَانَتْ بِیْ رَفِیْقَةٌ فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِیْكَ ،فَاَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِیْ بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَیْهَا حَتّٰی قَتَلْتُهَا))

''میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کاروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے'' تو وہ نابینا صحابی کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اس کے قدم لرز رہے تھے حتی کہ نبی ﷺ کے سامنے آ بیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا قاتل ہوں، یہ آپ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی، میں اس کو منع کرتا تھا مگر باز نہ آتی تھی، میں اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ سمجھتی نہ تھی، میرے اس سے دو موتیوں جیسے بچے بھی ہیں، اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی، گزشتہ رات جب

وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے چھرا لیا، اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتی کہ اس کو قتل کر ڈالا"

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار؛ گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ہے۔" یعنی اس پر کوئی دیت نہیں ہے۔ یہ بالکل جائز ہے۔

[سنن ابو داؤد، الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی (٤٣٦١)، سنن نسائی (٤٠٧٠) وسندہٗ حسن]

محبت رسول (ﷺ) میں بھائی، بیٹے اور خاوند کی قربانی:

غزوۂ احد میں ہند بنت عمرو بن حزام (یہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی پھوپھی ہیں) کے بھائی عبداللہ بن عمرو، خاوند عمرو بن جموح اور بیٹے خلد بن عمرو رضی اللہ عنہم شامل تھے جب غزوۂ احد کے حالات ناسازگار کی خبر مدینہ میں پہنچی اور یہ افواہ اڑ گئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں تو یہ عورت دیوانہ وار آتی ہے اور میدان احد میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش کرتی ہے، کسی نے اسے کہا کہ تمہارا بچہ شہید ہو گیا ہے تو وہ کہتی ہے کہ بچے کی بات چھوڑ رسول اللہ ﷺ کی بات کرو۔ آگے بڑھتی ہے پھر کوئی اس سے کہتا ہے کہ تمہارا خاوند اور بھائی بھی شہید ہو گئے ہیں، لیکن وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور نہ ہی توجہ دیتی ہے پس محبت رسول میں ہر چیز ہر رشتہ نظر انداز کیے دیتی ہے پھر جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگی:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ))

"آپ کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے" یعنی اگر آپ زندہ ہیں باقی سب کچھ تباہ بھی ہو جائے تو کوئی پروا نہیں۔

[تاریخ طبری (٧٤/٢) و تاریخ اسلام (٢١٨/١) و البدایہ والنہایہ (٤٧/٤) و سیرۃ ابن کثیر (٩٣/٢) صحیح]

اجازت ہو تو میں باپ کی گردن کاٹ دوں:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ بنو المصطلق میں تھے ایک مہاجر نے

ایک انصاری کو تھپڑ مار دیا۔ مہاجر نے دیگر مہاجروں کو مدد کے لیے پکارا، اے مہاجرو! مدد کرو اور انصاری نے انصار کو مدد کے لیے پکارا۔ نبی اکرم ﷺ نے چیخ و پکار سنی تو فرمایا: یہ زمانہ جاہلیت کی طرح کیسی چیخ و پکار ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مار دیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھوڑو! یہ بہت برا و تیرہ ہے'' عبداللہ بن ابی نے یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا: کیا واقعی مہاجر نے ایسا کیا ہے؟ اب اگر ہم مدینہ پہنچے تو وہاں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا (اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے):

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰـكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [المنافقون : ۶۳/۸]

''کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول اور مومنوں کی ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔''

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو اجازت چاہی اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں گا۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو لوگ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

عبداللہ بن ابی کے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جو سچا کامل مومن تھے جب خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ خبر ملی ہے..... ! نیز فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں سارے مدینہ میں، میں واحد شخص ہوں جو اپنے باپ کا احترام سب سے زیادہ کرتا ہوں اور یہ بھی کہ میں اپنے باپ کے رعب و دبدبہ کو برداشت کرتا ہوں اس قدر کہ میں نے کبھی باپ کی نظروں کی طرف نظر نہیں ملائی، لیکن پھر بھی میری محبت اور عقیدت کا امتحان آیا ہے تو دیکھیں۔

((إِمَّا فِيكَ وَاللهِ لَوْ اَمَرْتَنِي لَقَتَلْتُهُ))

''رہا آپ کا معاملہ تو آپ مجھے حکم کریں میں اپنے باپ کی گردن کاٹ کر آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔''

اور سیرت ابن ہشام کی روایت میں ہے:

((أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ بَلَغَنِي أَنْتَ تُرِيدُ قَتْلَ أَبِي فَإِنْ كُنْتَ فَاعِلاً فَمُرْنِي بِهِ فَأَنَا أَحْمِلُ إِلَيْكَ رَأْسَهُ وَأَخْشَى أَنْ تَأْمُرَ غَيْرِي بِقَتْلِهِ))

''عبداللہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کا ارادہ میرے باپ کو قتل کرنے کا ہے (کیوں کہ اس نے آپ کی گستاخی کی ہے) اگر آپ کا خیال ایسا ہے تو پھر مجھے حکم دیجیے میں اپنے باپ کا سر قلم کر کے آپ کے قدموں میں لا دوں گا اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ کسی اور کو میرے باپ کے قتل کا حکم دے دیں'' (جس سے میری حمیت جاگ جائے گی)

پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ اپنے باپ کو قتل نہیں کرنا۔''

لیکن عقیدت اور محبت کے اس پتلے کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا اور قافلے کا راستہ کاٹتے ہوئے مدینہ کے باہر اس راستے پر جا کھڑا ہوا جہاں سے ہر ایک کا گزر ہونا تھا۔ لوگ گزرنے لگے، جب اس کا باپ عبداللہ بن ابی منافق آیا تو اس نے تلوار کو میان سے نکال لیا اور کہنے لگا:

((وَاللهِ لَا تَدْخُلُ الْمَدِينَةَ حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ رَسُولُ اللهِ))

''تم اس وقت تک مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں۔''

اور تم اس بات کا اقرار کرلو کہ تم ذلت والے ہو اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ اپنے باپ کو معاف کر

دے اور اسے جانے دے۔"

[تفسير ابن كثير (٤٧٦/٤) ومجمع الزوائد (٣١٨/٩)، وسيرت ابن هشام (٢٣٩/٣) والطبرى (٦٠٨/٢- ٦٠٩) وتاريخ ابن خلدون (٤٣٢/٢) وصحيح بخارى، التفسير، باب تفسير سورة المنافقين (١٩١/٦) ومسلم (٢٥٢٥)]

محبت رسول ﷺ میں ماں کی قربانی:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کی ماں کہنے لگی "اگر تو محمد (ﷺ) کے دین کا انکار کرے تو میں تیرے ساتھ راضی ہوں ورنہ ناراض ہوں، اگر تو اسی حالت میں رہا تو میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی، نہ سر میں کنگھی کروں گی۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کو سے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں دین محمد (ﷺ) کو چھوڑ دوں بلکہ تو بھی مسلمان ہو جا لیکن اس نے ایک نہ سنی آخر کار سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کو کہا:

"وَاللّٰهِ لَوْ كَانَتْ لَكِ أَلْفُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنِي هٰذَا الشَّيْءِ"

"اللہ کی قسم اگر تمہاری ہزار جانیں بھی ہوتیں اور سب ایک ایک کر کے نکل جاتیں تو میں اپنے دین کی ایک چیز کو بھی نہ چھوڑتا۔"

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"يَا أُمَّاهُ! لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنِي هٰذَا فَإِنْ شِئْتِ فَكُلِي وَإِنْ شِئْتِ فَلَا تَأْكُلِي"

"اے میری ماں! اگر تمہاری سو جانیں ہوتیں اور وہ سب بھی میرے سامنے ایک ایک کر کے نکل جاتیں تو پھر بھی میں اپنا یہ دین (اسلام) نہ چھوڑتا اگر تم چاہو تو کھاؤ اور اگر چاہو تو نہ کھاؤ"

جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی ماں نے یہ سنا کہ یہ تو محمد ﷺ کی عزت اور اس کی محبت میں

ہزاروں مائیں قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہے، تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

[اسد الغابة فی معرفة الصحابة (٢/٤٥٥) ترجمه سعد بن مالك القرشی و تفسیر قرطبی (١٣/٢٩١)]

زیر نظر کتابچہ تلمیذ رشید مولانا ابوبکر اسماعیل نے حبّ رسول کا اظہار کرتے ہوئے مرتب کیا ہے جس میں انہوں نے چندان احادیث کا انتخاب کیا ہے جس میں ''فداک ابی وامی'' ''آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں'' کا ذکر ہے، راقم کو ان کی تصحیح کے لیے دیا گیا تو میں نے بھی محبت رسول ﷺ کے اس قافلے میں شرکت کے خیال سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے ایسے کلمات کہے تھے کا مختصر تعارفی خاکہ پیش کر دیا۔ علاوہ ازیں میں عبدالوارث ساجد بھائی کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس سلسلہ میں خصوصی شفقت فرمائی اور ''صبح روشن'' کے پلیٹ فارم سے اسے منظر عام پر لائے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد عظیم حاصل پوری
خطیب جامع مسجد محمدی
دہاڑی روڈ حاصل پور

"فداك أبي وأمي"

"میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((هَاجَرَ نَاسٌ إِلَى الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوَ تَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدًا لَكَ أَبِي وَأُمِّي وَاللهِ إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ (فِي هَذِهِ السَّاعَةِ لَأَمْرٌ) فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ فَالصُّحْبَةُ (بِالصُّحْبَةِ) بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ

إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ (أَحَبَّ) الْجِهَازِ وَضَعْنَا (وَصَنَعْنَا) لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَتْ (فَأَوْكَأَتْ) بِهِ الْجِرَابَ وَلِذَلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقِ (النِّطَاقَيْنِ) ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ فَمَكُثَ (فَمَكَثَ) فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَرْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهَا (رِسْلِهِمَا) حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا (بِهِمَا) عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ))

''مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کا سامان تیار کر لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ٹھہر جاؤ اس لیے کہ امید ہے مجھے بھی ہجرت کا حکم دیا جائے گا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا آپ کو (بھی) اس کی امید ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رہنے کی غرض سے رک گئے اور دو اونٹنیوں (سانڈنیوں) کو چار ماہ تک سمر (ببول) کی پتیاں کھلاتے رہے۔ ۔۔۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک دن ہم لوگ اپنے گھر میں ٹھیک دوپہر کے وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے ابوبکر سے

کہا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، اس حال میں کہ چہرے کو ڈھکے ہوئے ہیں، اور ایسے وقت تشریف لائے ہیں کہ اس وقت ہمارے پاس نہیں آتے تھے (اس لیے) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، بخدا آپ اس وقت کسی بڑے کام کی وجہ سے تشریف لائے ہیں، چنانچہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اجازت ملی تو تشریف لائے، جب اندر داخل ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمہارے پاس جتنے لوگ ہیں ان کو ہٹا دو۔'' ابوبکر نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں، یہ تو صرف آپ کے گھر کے لوگ ہیں'' آپ نے فرمایا: کہ مجھے ہجرت کا حکم دیا گیا ہے'' ابوبکر نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا میں بھی ساتھ رہوں گا؟'' آپ نے فرمایا: ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ دو سواریوں میں سے ایک لے لیں'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیمت کے عوض (لوں گا)'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم نے ان دونوں کے لیے سامان سفر تیار کیا اور ناشتہ تیار کر کے چمڑے کی تھیلی میں رکھ دیا، اسماء بنت ابی بکر نے اپنا دوپٹہ پھاڑا اور اس سے تھیلی کا منہ باندھ دیا، اسی وجہ سے ان کو ذات النطاق کہا جاتا ہے، پھر جبل ثور کے غار میں نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر چلے گئے، وہاں تین رات رہے، عبداللہ بن ابوبکر جو ذہین اور نوعمر لڑکا تھا، ان دونوں کے پاس رات گزارتا تھا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے روانہ ہو جاتا اور صبح کے وقت قریش میں اسی طرح ہوتا، گویا کہ اس نے رات بھی انہی کے ساتھ گزاری ہے، کسی سے کوئی بات سنتے تو یاد رکھتے اور جب رات آتی تو دونوں کے پاس آ کر بتا دیتے، جب ایک گھڑی رات گزر جاتی تو عامر بن فہیرہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام) اپنی بکریاں لے جاتا اور چراتا، دونوں وہیں رات گزارتے یہاں تک کہ عامر بن فہیرہ تاریکی میں وہاں سے روانہ ہو جاتا، تین رات تک یہ ایسا کرتے رہے۔'' [صحیح بخاری، اللباس، باب التقنع]

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت؟!

مکے میں مسلمانوں کی تعداد 88 تک پہنچ چکی تھی، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا اکٹھ ہوتا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے: کیوں نہ اب ہم لوگوں کے سامنے اپنے ایمان وعقیدہ کا برملا اظہار کریں۔ آخر کب تک ہم چھپتے چھپاتے رہیں گے؟!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر صرف اتنا فرماتے:

((يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّا قَلِيلٌ))

''ابو بکر! ابھی ہماری تعداد تھوڑی سی ہے''۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برملا اظہار کرنے کے بارے میں اصرار کرتے رہے۔ بالآخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ چنانچہ سارے مسلمان خانہ کعبہ کے اردگرد پھیل گئے اور اپنے اپنے خاندان والوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔ اب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے، سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تاریخی واقعہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دینے والے اسلام کے پہلے خطیب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، ابھی چند ہی کلمات کہہ پائے تھے کہ وہاں موجود سارے مشرکین سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مسجد حرام کے کونے میں پھیلے دوسرے مسلمانوں پر برس پڑے اور بری طرح سے مارنے لگے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مار کھاتے کھاتے زمین پر گر چکے تھے اور انہیں انتہائی شدید ضرب لگی تھی، اس وقت عتبہ بن ربیعہ کا رویہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیسا گھناؤنا تھا؟ ذرا تاریخ سے پوچھیں:

((وَدَنَا مِنْهُ الفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ،فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بِنَعْلَيْنِ مَخْصُوفَتَيْنِ وَيُحَرِّفُهُمَا لِوَجْهِهِ ،وَنَزَا عَلَى بَطْنِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهُ مِنْ أَنْفِهِ))

''فاسق عتبہ بن ربیعہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قریب آیا اور انہیں اپنے پیوند لگے دونوں جوتوں سے مارنے لگا،ان کے منہ پر بھی ان جوتوں سے مار رہا تھا، پھر وہ کود کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر بیٹھ گیا اور اتنا مارا کی کثرتِ خون سے ان کی ناک ان کے چہرے سے پہچانی نہیں جاتی تھی''۔

جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قبیلے بنو تیم کے لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ ان کی مدد کو پہنچ گئے۔انہوں نے مشرکین کو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہٹایا، ایک کپڑے میں اٹھا کر ان کے گھر لے گئے۔سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اتنی شدید مار پڑی تھی کہ بنو تیم کو یقین ہو چلا تھا کہ اب ان کی موت یقینی ہے۔بنو تیم والے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر پہنچا کر مسجد حرام میں واپس آئے اور کہنے لگے:

((وَاللّٰهِ لَئِنْ مَّاتَ أَبُو بَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ))

''اللہ کی قسم! اگر ابو بکر مر جائیں گے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کر ڈالیں گے''۔

بنو تیم مسجد حرام میں برسرِعام یہ دھمکی دے کر سیدھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ اور بنو تیم کے افراد نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زبان کھل جائے اور وہ کچھ باتیں کریں، سارے اسی انتظار میں ان کے ارد گرد بیٹھے تھے، دن کے آخری پہر کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کچھ افاقہ ہوا اور زبان کھلی، پہلا جملہ جو ان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا:

((مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟!))

''رسول اکرم ﷺ کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں؟!!''

سارے لوگوں کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مرنے کا یقین ہو چکا تھا۔مار کھانے کے بعد کافی دیر سے وہ خاموش تھے، آنکھیں بند تھیں اور کافی دیر کے بعد جب زبان کھلی تو سب سے پہلے انہوں

نے اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ اس بات سے قوم کے لوگوں کو قدرے غصہ بھی آیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ملامت کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے اور ماں سے کہا کہ ابوبکر کو کچھ کھلا پلا دو۔ جب بنوتیم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکل گئے اور اب صرف ان کی ماں ان کے پاس رہ گئی تو وہ اپنے بیٹے سے اصرار کرنے لگی کہ کھانا کھالو، مگر اپنی ماں سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صرف یہی پوچھتے رہے:

((مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟!))

"رسول اکرم ﷺ کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں؟!!"

ماں نے جواب دیا: بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے تیرے ساتھی محمد کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے کہ وہ کس حال میں ہیں اور ابھی کہاں ہیں؟

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے کہا: اُم جمیل فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور اس سے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں دریافت کرو کہ "وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟" بیٹے کی فرمائش پوری کرنے کی غرض سے ماں کھڑی ہوئی اور ام جمیل کے پاس پہنچ کر کہا کہ میرا بیٹا ابوبکر تم سے محمد بن عبداللہ کے بارے میں پوچھ رہا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ ام جمیل نے جواب دیا: نہ تو مجھے ابوبکر کے بارے میں کچھ معلوم ہے اور نہ ہی محمد بن عبداللہ کے بارے میں۔ ہاں، اگر تم چاہو تو میں تمہارے بیٹے کو دیکھنے چلوں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ماں نے کہا: ہاں چلو۔ ام جمیل جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو شدتِ مرض سے حالت ناگفتہ بہ تھی، وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب ہوئی اور زور زور سے کہنے لگی فسق و کفر میں ڈوبی ہوئی آپ کی قوم نے آپ کو تکلیف دی ہے، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ضرور ان ظالموں سے انتقام لے گا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان کھلی اور پوچھا:

((مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟!))

"رسول اکرم ﷺ کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں؟!!"

ام جمیل نے کہا: یہ آپ کی ماں بھی موجود ہے، میں اگر کچھ بتاؤں گی تو وہ بھی سن لے

گی۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی بات نہیں ہے، تمہیں اس سے کوئی حرج نہیں ام جمیل نے بتایا:

((سَالِمٌ صَالِحٌ))

''رسول اکرم ﷺ بالکل صحیح سالم ہیں''۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ! نے پوچھا: ابھی کہاں ہیں؟

ام جمیل نے کہا: دار ابن ارقم میں ہیں۔

ابو بکر کہنے لگے:

((فَإِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَا أَذُوقَ طَعَامًا وَأَشْرَبَ شَرَابًا أَوْ آتِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

''میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں، نہ کچھ کھاؤں نہ پیوں گا''۔

ام جمیل اور ان کی والدہ نے ان کا اصرار دیکھا تو وہ تھوڑی دیر رکی رہیں، پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں اور راستہ خالی پڑا ہوا ہے تو وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سہارا دیتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لائیں۔ رسول اکرم ﷺ کی نگاہِ مبارک جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر پڑی تو آپ ان کی طرف جھک پڑے اور بوسہ دیا، دوسرے مسلمان بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف جھک پڑے۔ اس منظر کو دیکھ کر رسول اکرم ﷺ کو بڑا دکھ ہوا اور آپ کی آنکھیں نم ہو گئیں، مگر اس حالت میں بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے اپنی بے لاگ محبت کا ثبوت دیا اور عرض کرنے لگے:

((بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ بِي بَأْسٌ إِلَّا مَانَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِي، وَهٰذِهِ أُمِّي بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا وَأَنْتَ مُبَارَكٌ فَادْعُهَا إِلَى اللّٰهِ وَادْعُ لَهَا، عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَسْتَنْقِذَهَا بِكَ مِنَ النَّارِ))

''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! (جب آپ ﷺ صحیح سالم

ہیں تو پھر) مجھے کوئی پرواہ نہیں صرف اتنی تکلیف ہے کہ فاسق نے میرے چہرے پر جوتا مارا۔ اور یہ ماں ہے جو بلاشبہ اپنے بیٹے کے حق میں مہربان اور وفادار ہے، آپ کی ہستی مبارک ہے، آپ میری ماں کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمادیں۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو آپ کی دعوت کی برکت سے جہنم کی آگ سے بچادے"

چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر رسول اکرم ﷺ نے ان کی ماں کے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ماں مسلمان ہوگئیں۔

[البدایۃ والنہایۃ (۳/ ۳۰) والتاریخ الخلفاء (۳۸) وسنہرے حروف (ص/ ۳۱۰)]

سیدنا ابوبکر رو دیے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((جَلَسَ عَلَى الْمِنبَرِ فَقَالَ عَبْدٌ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ زَهْرَةَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَبَكَى فَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا))

"بے شک رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تو آپ ﷺ نے کہا اللہ نے اپنے بندے کو اس چیز کے درمیان اختیار دیا ہے۔ یہ کہ عطا کرے اس کو دنیا کی زیب و زینت اور وہ چیز جو اللہ کے پاس ہے تو اس نے جو اللہ کے پاس ہے اختیار کیا پس ابوبکر زار و قطار روئے پھر انھوں نے کہا فدا ہوں آپ پر ہمارے ماں باپ۔"

[مسلم، فضائل صحابہ]

امام دارمی نے اس قصے کی تفصیل سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے بیان کی ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں ایک دن اپنے حجرہ سے نکل کر مسجد نبوی میں تشریف لائے جہاں ہم پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے اپنے سر کو کپڑا

باندھ رکھا تھا جیسا کہ دردسر کا مریض اپنے سر کو باندھے رکھتا ہے، پھر آپ ﷺ منبر کی طرف چلے اور اس پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھ کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے، اس وقت آپ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس وقت اپنی جگہ یعنی اس منبر پر کھڑا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا ایک بندہ ہے جس کے سامنے فانی دنیا اور دنیا کی فانی بہاریں پیش کی گئیں، لیکن اس نے مٹ جانے والی دنیا پر آخرت کی کبھی نہ مٹنے والی نعمتوں کو ترجیح دے دی ہے۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کی رمز سوائے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ سمجھ سکا، زبان رسالت مآب سے یہ الفاظ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ رونے لگے، پھر بولے نہیں یا رسول اللہ! نہیں، ایسی دلدوز بات نہ فرمائیں! ہم اپنے باپوں کو، ماؤں کو، اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو آپ پر قربان کر دیں گے۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ منبر پر سے اتر کر تشریف لے گئے اور اس کے بعد پھر کبھی اس منبر پر کھڑے نہ ہوئے، یعنی اس دن آپ کا منبر پر کھڑا ہونا آخری دفعہ کھڑا ہونا تھا۔ (اس کے بعد آپ بیمار رہے حتی کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے) [الدارمی، المقدمہ (۷۷)]

لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ (مدینے کی بالائی جانب) مقام سنح پر تھے تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ کی وفات نہیں ہوئی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اٹھائے گا اور اگر کوئی کہے کہ وفات ہوئی ہے تو آپ کئی لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں گے۔

اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی اکرم ﷺ کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ وفات

پا چکے ہیں) تو انہوں نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

((بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا))

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کبھی بھی نہیں دے گا۔''

یعنی جو موت آپ ﷺ پر لکھی ہوئی تھی وہ آ چکی ہے، اب آپ ﷺ فوت ہونے کے بعد زندہ ہو کر دوبارہ نہیں مریں گے۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا ''اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر!) ٹھہر جاؤ، پھر جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دینے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا:

((أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ))

''تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں، لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔''

(پھر یہ آیات تلاوت کیں)

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ [الزمر: ۳۰]

''(اے محمد) آپ بھی فوت ہوں گے اور یہ لوگ بھی۔''

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ۱۴۴]

''اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو

گزرے ہیں بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔"

لوگ (ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہوگا ایک تم (مہاجرین) میں سے ہوگا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) سیدنا ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سقیفہ میں چلے گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا حضرت ابو بکر کو پتا نہ چل جائے لیکن جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بہت ہی عمدہ گفتگو کی آپ نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

((نَحْنُ الْاُمَرَاءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ))

"ہم قریش امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔"

لیکن سیدنا خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے، کیوں کہ قریش تمام عرب میں سے شہرت کے لحاظ سے افضل ہیں اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں، اس لیے تم عمر کی یا ابو عبیدہ کی بیعت کر لو۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے ابو بکر) ہم آپ کی بیعت کریں گے، کیوں کہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے سب سے بہتر اور اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی، پھر لوگوں نے بیعت کرنا شروع کر دی۔ [بخاری، المناقب، فضائل ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ۳۶۶۷]

فوائد :

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوبکر صدیق عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ (ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما) قبل از اسلام ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی دیانت، راست بازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ اہل مکہ ان کو علم، تجربہ اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے نبوت کے بعد جب دعوت دین کا آغاز کیا تو رسول اللہ ﷺ پر بڑوں میں سے سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے، لڑکوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور غلاموں میں سے سب سے پہلے جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

[ترمذی، المناقب، باب اول من صلی علی ...... (۳۷۳۵). البدایة والنهایة (۳۳/۳)]

آپ ﷺ نے اپنا نائب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا:

ایک دن ایک عورت مسئلہ دریافت کرتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر آنا اور مسئلہ پوچھ لینا۔ وہ کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں دوبارہ آؤں، لیکن آپ نہ ملیں تو پھر کس سے ملوں اور کس سے مسئلہ پوچھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنْ لَّمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَابَكْرٍ))

''اگر میں نہ مل سکوں تو مسئلہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھ لینا''۔

[صحیح بخاری، فضائل الصحابة، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا (۳۶۵۹)]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا:

''اے اللہ کے رسول! کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے جنت کے آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَعَمْ أَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ))

''اے پیارے ابوبکر! ہاں! مجھے یقین ہے کہ آپ انہی لوگوں میں سے ہیں۔''

[صحيح بخاری، فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ لو كنت متخذاخليلا (٣٦٦٧)]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر اپنی اُمت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا، لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہے''۔

[صحيح بخاری، فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب قول النبي لو كنت متخذا خليلا (٣٦٥٦) (٤٦٧)]

آپ رضی اللہ عنہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی کو چھوڑ گئے۔

❁......❁......❁
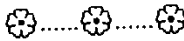
اس پر جنت واجب ہوگئی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ **فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي** مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتَ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ وَجَبَتْ فَقَالَ مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ))

''ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس پر اچھی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''واجب ہوگئی'' اور ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی یعنی (بری تعریف کی گئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا ''واجب ہوگئی'' پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا **آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں** پہلا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی اچھی تعریف کی تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی اور دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بری تعریف کی تو آپ نے پھر کہا واجب ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس پر تم نے اچھی تعریف کی اس پر جنت واجب ہوگئی اور جس پر تم نے بری تعریف کی اس پر جہنم واجب ہوگئی کیوں کہ تم اللہ کے ہاں اہلِ زمین کے گواہ ہو'' [ابو داؤد، الجنائز، باب الثناء المیت]

آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے:

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ:

((كنا مع النبي صلى الله عليه و سلم فنزل بنا ونحن معه قريب من ألف راكب فصلى ركعتين ثم أقبل علينا بوجهه وعيناه تذرفان فقام إليه عمر بن الخطاب **ففداه بالأب والأم))**

''ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، پس ہم ایک مقام پر ٹھہرے اور ہمارے ساتھ تقریباً ایک ہزار کا لشکر تھا تو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اللہ کے نبی! **آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔''** [مسند احمد (٤ /٤٨) (٥ /١٦٦)]

فوائد :

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے وزیر، احد العشرۃ المبشرۃ، ثانی الخلفاء الراشدین امیر المومنین، فاروق اعظم، ابو حفص سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ اپنی جوانمردی، عالی ہمتی، پرکشش شخصیت اور اوصاف حمیدہ کی وجہ سے پورے معاشرے میں نمایاں تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ

((اَللّٰهُمَّ أعِزَّ الإسْلَامَ بِأحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إلَيْكَ بِعُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ أوْ بِأبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ))

''اے اللہ! عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں جو تجھے زیادہ محبوب ہے، اسے ایمان کی دولت سے نواز کر اسلام کو تقویت عطا فرما''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے قبولِ اسلام کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے! حمزہ کے قبولِ اسلام کے تین دِن بعد میں گھر سے نکلا، مجھے ایک مخزومی نظر آیا، وہ باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو چکا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو باپ دادا کا دین چھوڑ کر محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو چکا ہے؟ اس نے جواب دیا ''اگر میں مسلمان ہوگیا ہوں تو کیا ہوا، تم پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔'' تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارا بہنوئی سعید بھی تو مسلمان ہو چکے ہیں''۔ مجھے اس بارے میں علم نہیں تھا۔ یہ سن کر مجھے سخت غصہ بھی آیا اور افسوس بھی ہوا۔ میں نے اپنی بہن کے گھر کا راستہ لیا، وہاں پہنچ کر دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کچھ گنگنانے کی آواز سنائی دے رہی تھی، دروازہ کھلا تو میں نے پوچھا! کس چیز کی آواز آ رہی تھی؟ ہمارے درمیان تکرار شروع ہوگئی۔ میں نے بہن اور بہنوئی کو بُری طرح سے پیٹا جس سے وہ لہولہان ہوگئے، اس پر میری بہن اٹھی اور مجھے سر سے پکڑ کر کہا۔

''سن لو! ہم مسلمان ہو چکے ہیں، تمہیں جو کچھ کرنا ہے کرلو۔ ہم جان دے دیں گے مگر اسلام نہیں چھوڑیں گے''۔ بہتا ہوا خون اور بہن کا یہ عزم دیکھ کر مجھے شرمساری ہوئی کہ میں نے کیا کر دیا ہے۔ میں نے کہا تم جو کچھ پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ تاکہ میں اسے پڑھ کر دیکھوں! بہن نے کہا کہ اس وقت تم ناپاک (یعنی کافر) ہو اور اس (قرآن) کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں اگر تم اس کو دیکھنا چاہتے ہو تو غسل یا وضو کرو۔ میں نے وضو کر کے پڑھنا شروع کیا، سورۂ طٰہٰ کی آیات پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچا۔

﴿اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾

[طٰہٰ: ١٤]

''میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے

لیے نماز قائم کرو۔"

یہ آیت پڑھتے ہی میں نے کہا "مجھے محمد ﷺ تک پہنچاؤ۔ کوہِ صفا کے قریب واقع ایک مکان کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پہرہ دے رہے ہیں۔ دوسرے لوگ تو مجھے دیکھ کر پریشان ہو گئے لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اگر عمر خیر اور قبولِ اسلام واتباعِ رسول کے ارادے سے آ رہے ہیں تو بہتر اور اگر غلط ارادے سے آئے ہیں تو ہمارے لئے ان کا قتل مشکل نہیں ہوگا۔ میں اندر داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر مجھے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور فرمایا "عمر! باز آؤ گے یا ولید بن مغیرہ کی طرح نشانِ عبرت بنائے جانے کا انتظار کرو گے۔"

پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ ھذا عمر بن الخطاب"۔"اَللّٰھُمَّ اَعز الدِّیْن بعمر بن الخطاب))

"اے اللہ! یہ عمر بن الخطاب آ گیا ہے۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اس دین کو تقویت عطا فرما"

اس پر میں نے کہا:

((اَشْھَدُ اَنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ))

یہ سنتے ہی اہلِ اسلام نے اتنی بلند آواز سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مسجدِ حرام تک آواز پہنچ گئی۔ جوں ہی آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ جب ہم حق پر ہیں تو خانہ کعبہ میں جا کر اعلانیہ شعائرِ اسلام کا اظہار کیوں نہ کریں؟۔ نبی اکرم ﷺ اس سے قبل دارِ ارقم میں کسی خوف کی وجہ سے مقید نہ تھے۔ نبی اکرم ﷺ تو سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے تھے، مگر ماحول کو دیکھ کر اور مومنین سے اپنی بے پناہ محبت کے پیشِ نظر آپ نے گوشہ نشینی اختیار

کی تھی۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ اہلِ ایمان پر کوئی مشکل آن پڑے جسے برداشت کرنے کی سکت ان میں نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا مطالبہ پیش کیا تو نبی اکرم ﷺ خوش ہوئے اور دارِارقم سے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حرم کی جانب چل پڑے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ دو صفوں میں انھوں نے خانہ کعبہ کا رُخ کیا، ایک صف کے آگے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری صف کے آگے قائد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ قریش نے یہ منظر دیکھا، مگر کسی نے دم نہ مارا، آج مسلمانوں پر ہاتھ اٹھانے کی کسی نے جرأت نہ کی اور قریش پر غم واندوہ کے ایسے گہرے سائے چھا گئے جو اس سے قبل انھوں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ اسی روز نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ''الفاروق'' کا خطاب عطا فرمایا۔

[صفة الصفوة (ج ١ ص ٢٦٩ - ٢٧٣) - و شهيد المحراب (ص ٧٣ - ٧٦)]

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ سامنے سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آتے ہوئے دکھائی دیئے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''یہ دونوں انبیاء ومرسلین کے علاوہ اوّلین وآخرین تمام جنتی بزرگوں کے سردار ہیں''۔

[جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقبِ أبی بکر وعمر کلیهما]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ کی دائیں جانب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چل رہے تھے اور نبی اکرم ﷺ دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے: اور فرمایا۔ ''قیامت کے دن ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے''۔

سیدنا عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور فرمایا: یہ دونوں میرے لیے کان اور آنکھ کا درجہ رکھتے ہیں''۔

[جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب: فی مناقبِ أبی بکر وعمر کلیهما]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل آدمی کون ہے.؟ تو انہوں نے کہا:

"رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں" [تهذيب الكمال (٢١/ ٣٢٥)]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ھ کو حج سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ۲۶ یا ۲۷ ذوالحجہ بروز بدھ کو ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث بنا، شہادت کی تاریخ یکم محرم الحرام ہے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں رسول اللہ ﷺ اور خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

[الاستيعاب (٣/ ١١٥٠) و حلية الأولياء (٧/ ٢٠١) و كتاب الآثار للامام أبي يوسف (٩٥٢)]

❁......❁......❁

میں آپ سے محبت کرتا ہوں!

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ! اللہ کی قسم! تم مجھے بہت زیادہ محبوب ہو۔''

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

((بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَأَنَا وَاللّٰہِ أُحِبُّكَ))

''اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! میں بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو کبھی نہ چھوڑنا۔''

((اَللّٰھُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))

''اے اللہ! اپنا ذکر اور شکر کرنے اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما''

[ابوداؤد، الصلاۃ، باب فی الاستغفار (۱۵۲۲)، صحیح ابی داؤد (۱۳۴۷) والنسائی (۳/۵۳)]

فوائد :

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

سیدنا معاذ بن جبل خزرجی انصاری، آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن المدنی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ آپ کو بیعت عقبہ میں حاضری کا شرف

حاصل ہے، نیز تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، مجھے ان چار آدمیوں سے محبت ہو گئی ہے:

① ...... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

② ...... سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ

③ ...... ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

④ ...... معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، اللہ کے فرماں بردار اور یک سو تھے۔ ہم سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔

[تهذيب التهذيب (١٠/١٦٩). صحيح بخاری، فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبی رجال حول الرسول (ص/١٧٨). الطبرانی فی الكبير (١٠/٥٩)]
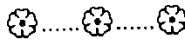
میں کیا پڑھوں......؟

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے جابر! پڑھ میں نے عرض کیا:

((مَاذَا أَقْرَأُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ))

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کیا پڑھوں اے اللہ کے رسول!؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھو۔''

میں نے ان دونوں (سورتوں) کو پڑھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو پڑھتے رہنا، تم ان جیسی (سورتیں) ہرگز نہ پڑھو گے۔''

[النسائی، الِاسْتِعَاذَةِ، باب ما جاء فی سورتی المعوذتین (٥٤٤٣)]

فوائد :

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ

یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو گویا وصیت تھی اور سیدنا جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں بیعت عقبہ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہے، نیز غزوہ بدر اور غزوہ اُحد کے علاوہ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شامل رہے۔ غزوہ بدر اور اُحد میں آپ کے والد عبداللہ بن حرام نے شرکت کی اجازت نہیں دی تھی۔

جنگ اُحد میں آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی شہید ہو گئے۔نو بیٹیاں تھیں اور کافی قرض بھی چھوڑ گئے تھے۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کی کہ والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے اور میرے پاس سوائے چند کھجوروں کے ادا کرنے کا کچھ اور سامان نہیں ہے۔صرف کھجوروں کی پیداوار سے یہ قرض ادا نہیں ہوسکتا۔آپ ﷺ میرے ساتھ نخلستان میں تشریف لے چلیے تاکہ آپ ﷺ کے ادب سے قرض دار مجھ پر سختی نہ کریں گے۔آپ ﷺ ان کے ساتھ تشریف لائے اور کھجوروں کا جو ڈھیر لگا ہوا تھا، اس کے گرد چکر لگا کر دُعا کی اور اسی پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اپنے اپنے قرض لیتے جاؤ۔آپ ﷺ کی دُعا کی تاثیر سے ان کھجوروں میں یہ برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جس قدر کھجوریں قرض داروں کو دی گئی تھیں اتنی ہی بچی رہیں۔[صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوۃ (۳۵۸۰)]
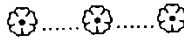
جھانک کر نہ دیکھئے اے اللہ کے رسول ﷺ!

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے تیر چلائے اور وہ بہت زبردست تیرانداز تھے۔ تیر کو خوب کھینچ کر چھوڑنے کے باعث دو یا تین کمانیں بھی ٹوٹ گئیں۔ چنانچہ جب کوئی ترکش لے کر اللہ کے رسول ﷺ کے قریب سے گزرتا تو آپ ﷺ اسے کہتے ان تیروں کو ابوطلحہ کے سامنے پھیلا دے (کیوں کہ وہ ان تیروں کا حق خوب ادا کرتے ہیں)

اللہ کے رسول ﷺ ابوطلحہ کی اوٹ میں اپنا سینہ ان کی کمر کے ساتھ ملا کر کھڑے ذرا اوپر جھانک کر دیکھتے کہ تیر نے کس کو گھائل کیا ہے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے:

((بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ))

"(اے اللہ کے رسول!) آپ پر میرے ماں باپ قربان! جھانک کر نہ دیکھیے کہیں آپ کو تیر نہ لگ جائے۔"

اور کہنے لگے کہ (اے اللہ کے رسول!) میری گردن آپ سے پہلے ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ جنگ میں سیدہ عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور (اس کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں اور مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے دوڑ رہی ہیں اور اس کا پانی زخمی مسلمانوں کو پلا رہی ہیں، پھر جب اس کا پانی ختم ہو جاتا ہے تو واپس آتی ہیں اور مشک بھر کر پھر لے جاتی ہیں اور مسلمانوں کو پلاتی ہیں۔ اس دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے

دو یا تین مرتبہ تلوار گر گئی تھی۔[صحیح بخاری، المغازی، باب اذ ھمت طائفتان...... (٤٠٦٤)]

فوائد :

سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

① سیدنا ابو طلحہ زید بن سہل بن اسود انصاری خزرجی ہیں اور ام انس رضی اللہ عنہ کے خاوند ہیں۔ غالباً ۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

② تیر اندازی سیکھنا مسلمانوں کا شعار ہے، رسول اللہ ﷺ تیر اندازی کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح ہے، نیز سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کی جانب گئے وہ لوگ سوق نامی جگہ میں باہم تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

''اے اسماعیل کے بیٹو! نشانہ بازی کا شغل جاری رکھو، تمہارا باپ بھی ماہر نشانہ باز تھا، نشانہ لگاؤ! میں بھی فریقین میں فلاں گروہ کے ساتھ نشانہ لگانے میں شریک ہوتا ہوں۔ اس کے بعد لوگ رک گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیر کیوں نہیں چلاتے؟'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ فلاں گروہ کے ساتھ ہیں اس حالت میں ہم (تیر) کیسے پھینکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھینکو! پھینکو! میں دونوں کے ساتھ ہوں۔''

[صحیح بخاری، الجھاد، باب التعریض علی الرمی (٢٨٩٩)]

③ خواتین غزوات وغیرہ میں شرکت کر سکتی ہیں، جیسا کہ سیدہ عائشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور خدمت کے فریضہ کو سرانجام دیتی رہیں۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات جنگوں میں شریک ہوئی، میں کیمپ کی حفاظت کرتی تھی، مجاہدین کے لیے کھانا پکاتی تھی، زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھی۔

[مسلم، الجھاد، باب عدد غزوات النبی ﷺ]

اے سعد! خوب تیر برسائے جا

کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں جن کے لیے خود رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کہی کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، جن میں ایک دو مثالیں یہاں ذکر کی جاتیں ہیں۔

سعید بن میسّب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے:

((نَثَلَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي))

''غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیے اور فرمایا ''خوب تیر برسائے جا، **میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔**''

[صحيح بخاری، المغازی، باب ((اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا...... (٤٠٥٥) (٣٧٢٥) (٣٠٥٩) و مسلم (٦٢٣٥) (٦٢٣٦) والترمذی (٣٧٥٣)]

فوائد :

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

① سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص بن مالک بن وہیب فاتح ایران، گورنر عراق اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ نے ۵۴ھ میں وادی عقیق جو مدینہ منورہ کے قریب ایک وادی ہے میں وفات پائی۔[تهذيب التهذيب (٤١٨/٣)]

② سعد رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے، غزوۂ احد میں کافر چڑھتے چلے آ رہے تھے، انھوں نے ایسے تیر مارے کہ ایک کافر بھی آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکا، اس وقت آپ ﷺ نے سعد کو فرمایا:

((يَا سَعْدُ! ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي))

''اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اسی طرح تیر اندازی کرتے رہو۔''

[صحيح بخاري، ايضا (٤٠٥٩)]

③ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا کہ نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا، پھر میرے سینے اور میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا، پھر فرمایا:

''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کے لیے اس کی ہجرت کو پورا کر دے۔''

[صحيح مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث (١٦٦٨) وأبوداؤد (٣١٠٤) وصحيح أبي داؤد (٢٦٦١)]

④ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کی والدہ نے کہا، اگر تو دین محمد ﷺ کو نہیں چھوڑے گا تو میں کھاؤں گی اور نہ پیوں گی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے پہلے سمجھایا، جب یہ کوشش ناکام ہوئی تو یوں گویا ہوئے:

''اے میری ماں! اگر تمہاری سو جانیں بھی ہوتیں اور ایک ایک جان میرے سامنے نکل جاتی تو پھر بھی میں دینِ محمد ﷺ کو نہ چھوڑتا اب تیری مرضی ہے کہ تو کھائے یا نہ کھائے۔'' [تفسير قرطبي (٣/٢٩١)]

⑤ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی کے لیے ایسا کہتے ہوئے نہیں سنا سوائے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے احد کے دن ان کے لیے اپنے والد اور والدہ دونوں کو اکٹھا کر کے فرمایا:

''اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، تیر چلا۔''

[صحيح بخاري، المغازي، باب ((اذ همت طائفتان ...... (٤٠٥٩)]

بنوقریظہ کی خبر کون لائے گا؟

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي))

''میں غزوۂ احزاب کے موقع پر حاضر تھا مجھے اور عمر بن ابی سلمہ کو عورتوں کی طرف کر دیا گیا میں نے اچانک زبیر (اپنے باپ) کو گھوڑے پر بنوقریظہ میں جاتے ہوئے دو مرتبہ دیکھا یا تین مرتبہ دیکھا۔ تو جب میں واپس آیا تو میں نے سوال کیا: اے ابو جان! میں نے آپ کو (ان لوگوں کی طرف) جاتے ہوئے دیکھا تھا تو (میرے باپ) کہتے ہیں کہ کیا تو نے مجھے دیکھا تھا اے میرے بیٹے! تو میں نے جواب دیا جی ہاں تو وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ کون بنی قریظہ میں جا کر ان کی خبر لائے گا تو میں چل پڑا اور جب میں واپس آیا تو میرے لیے رسول کریم ﷺ نے اپنے والدین جمع کیے تو آپ نے مجھے کہا کہ **تجھ پر میرے ماں باپ قربان**

ہوں۔" [بخاری، فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الزبیر بن العوام]

فوائد :

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما بن خویلد القرشی آپ کے والد سیدنا زبیر بن العوام نبی اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد اور آپ کے حواری ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نانا (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار ہیں اور خلیفہ اوّل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ (سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما) رسول اکرم ﷺ کی سالی ہیں اور آپ کی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور اُمّ المومنین ہیں۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین ہیں، نیز آپ مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں اوّل مولود فی الاسلام ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے دہن مبارک میں کھجور چبا کر انہیں گھٹی دی، اس طرح ان کے معدے میں سب سے پہلے داخل ہونے والی چیز رسول اقدس ﷺ کا لعاب دہن تھا۔

آپ ﷺ نے اپنے یارِ غار اور ان کے نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام پر ان کا نام عبداللہ رکھا اور ان کی کنیت، پر انہیں ابوبکر کی کنیت عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت پر تمام اہل اسلام کے ہاں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے اتنی بلند آواز سے نعرۂ تکبیر کہا کہ مدینہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ اس لیے کہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہود نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اور ان کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت کے دوسرے سال کی ابتدا یا پہلے سال کے آخر میں ہوئی۔

آپ غیور و جسور، ذہین و فطین، فصیح اللسان، بہترین قاری القرآن، قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔

۶۴ھ کو معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت ہوئی اور حجاز،

یمن، عراق اور خراسان کے لوگ آپ کی اطاعت پر جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نو سال تک حکومت کی۔ آٹھ سال تک حج آپ ہی کی امارت میں ہوا، لیکن نویں سال جب آپ مسجد حرام میں محصور تھے، اجتماع عرفات حجاج بن یوسف کی زیر قیادت ہوا، لیکن حجاج کے ساتھ اس سال طواف زیارت نہ کر سکے۔

حجاج بن یوسف کی فوجوں کی طرف سے آپ کے محاصرے کی ابتدا یکم ذوالحجہ ۷۲ھ کو ہوئی اور اس کا اختتام چھ ماہ سترہ دِن بعد نصف جمادی الاخری ۷۳ھ کو اس وقت ہوا جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا۔

آپ نے جس بے جگری اور بہادری و شجاعت کے ساتھ مقابلہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کو زیر کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا گیا، لیکن آپ کی زبان پر یہ شعر تمام مخالفین کا منہ چڑاتا رہا:

لست بمتاع الحیاۃ بسبَّۃٍ
و لا مرتق من خشیۃِ الموت سلَّمًا

''میں گالی کے بدلے زندگی کا خریدار نہیں ہوں، اور نہ ہی موت کے ڈر سے کسی سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں''۔[الاستیعاب (۹۰۵/۳) (۱۵۳۵)]

وہ کون ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ؟

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ **فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي** مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ))

''میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جس وقت وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے پس جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے **ھم الاخسرون ورب الکعبۃ** کعبہ کے رب کی قسم! وہ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں ان کے قریب آکر بیٹھ گیا پس میں کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا، **اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں** کون ہیں وہ لوگ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بہت زیادہ مال والے، مگر جس نے یہ یہ یہ کہا جو اس کے آگے ہے اور جو

اس کے پیچھے ہے اور جو اس کے دائیں ہے اور جو اس کے بائیں ہے اور جو لوگ اونٹوں والے، گائے والے، بکریوں والے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ وہ قیامت کے دن (ان جانوروں سے) زیادہ موٹے تازے جانوروں کے ساتھ آئیں گے جو ان لوگوں کو اپنے سینگوں کے ساتھ ماریں گے اپنے پاؤں کے ساتھ ان کو روندیں گے جب بھی روندتے ہوئے قطار ختم ہو گی تو پھر سے پہلے والے جانور دوبارہ یہی عمل کرنا شروع کر دیں گے۔ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک یہی عمل ہوتا رہے گا۔''

[مسلم، الزکاۃ، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکاۃ]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو جامع وصیت:

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((يَا أَبَا ذَرٍّ، هَلْ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ قُمْ فَصَلِّ))

''اے ابوذر! کیا تو نے نماز ادا کی ہے؟ میں نے کہا نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس کھڑا ہو اور نماز پڑھ۔''

فَصَلَّيْتُ، ثُمَّ جَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ:

تو میں نے نماز ادا کی پھر میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ، اسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ

''اے ابوذر! انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگ۔''

قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَهَلْ لِلْإِنْسِ مِنْ شَيَاطِينُ؟

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا انسانوں کے لیے شیاطین ہوتے ہیں؟

قَالَ نَعَمْ۔ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ قَالَ:

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہوتے ہیں، پھر آپ ﷺ فرمانے لگے:

((يَا أَبَا ذَرٍّ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟))

''اے ابو ذر! کیا جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر میں تیری رہنمائی نہ کروں؟''

قُلْتُ بَلٰى بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، قَالَ ((قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ))

میں نے کہا کیوں نہیں ضرور کیجیے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''((**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ**))جنت کے خزانوں میں ایک خزانہ ہے۔''

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا الصَّلَاةُ؟

میں نے کہا: یارسول اللہ! نماز کیا ہے..؟

قَالَ: خَيْرٌ مَوْضُوعٌ، فَمَنْ شَاءَ أَكْثَرَ وَمَنْ شَاءَ أَقَلَّ

آپ ﷺ نے فرمایا: بہترین چیز ہے جو چاہے تھوڑی پڑھے اور جو چاہے زیادہ پڑھے۔

قُلْتُ: فَمَا الصِّيَامُ، يَا رَسُولَ اللهِ؟

میں نے کہا: یارسول اللہ! روزہ کیا ہے؟

قَالَ: ((فَرْضٌ مُجْزِءٌ))

آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا فریضہ ہے جو کفایت کرنے والا ہے۔

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا الصَّدَقَةُ؟

میں نے کہا: یارسول اللہ! صدقہ کیا ہے..؟

قَالَ: أَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ، وَعِنْدَ اللهِ مَزِيدٌ

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دوگنا چوگنا کیا جائے گا اور اللہ کے ہاں اس کے علاوہ بھی (اجر وثواب) ہے۔''

قُلْتُ أَيُّهَا أَفْضَلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟

میں نے کہا: یا رسول اللہ! افضل صدقہ کون سا ہے؟

قَالَ : ((جُهْدٌ مِنْ مُقِلٍّ أَوْ سِرٌّ إِلَى فَقِيرٍ))

آپ ﷺ نے فرمایا: کم مال والے کی مشقت یا کسی فقیر کی طرف چھپا کر کیا جانے والا صدقہ۔"

قُلْتُ: فَأَيُّمَا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ أَعْظَمُ؟

میں نے کہا: آپ کی طرف نازل ہونے والی وحی میں سے سب سے عظیم کون سی ہے؟

قَالَ: (اَللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ) (البقرة ٢٥٥) حَتّٰى خَتَمَ الْآيَةَ

آپ ﷺ نے فرمایا: "(اَللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ) پوری آیت یعنی آیت الکرسی۔"

قُلْتُ: فَأَيُّ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أَوَّلُ؟

میں نے کہا: سب سے پہلا نبی کون سا ہے؟

قَالَ: ((آدَمُ))

آپ ﷺ نے فرمایا: "آدم علیہ السلام"

قُلْتُ: أَوَ نَبِيٌّ كَانَ

میں نے کہا: کیا وہ نبی تھے؟

قَالَ: ((نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ))

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں وہ نبی تھے اور ان سے کلام کی گئی ہے۔"

قُلْتُ: فَكَمِ الْمُرْسَلُونَ يَا رَسُولَ اللهِ؟

میں نے کہا: یا رسول اللہ! انبیاء کی تعداد کتنی ہے؟

قَالَ: ((ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا))

آپ ﷺ نے فرمایا: "۳۱۳ (تین سو تیرہ) نبیوں کی ایک بہت بڑی جماعت۔"

[أحمد، (١٧٨/٥، ١٧٩) وهناد في الزهد (١٠٦٥) قال محققه الشيخ

عبدالرحمٰن الفريوائي (٢/٥١٧) الطيالسي كما في منحة المعبود (٢/٣١٦) وأحمد (٥/١٧٨، ١٧٩) والنسائي مختصرًا على ذكر الاستعاذة فقط (٢/٣١٦) (٥٥٠٩) والمزني في تهذيب الكمال في ترجمة عبيد بن الخشخاش (٨٩٣) وذكرة ابن حبان في الثقات]

فوائد :

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

① نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کا خیال رکھتے تھے اور ان سے نماز اور دوسرے اطاعت کے کاموں کے متعلق باز پرس کیا کرتے تھے اور انہیں اللہ کی اطاعت پر ابھارتے تھے اور انہیں اچھے کاموں کا حکم دیا کرتے تھے۔

② اس حدیث میں اشارہ ہے کہ انسانوں میں سے بعض انسان شیطانوں جیسے ہوتے ہیں، بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ کر، کیوں کہ یہ خود بھی برے ہوتے ہیں اور لوگوں میں بھی فساد پیدا کرتے ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی کے کاموں سے روکتے ہیں۔

③ اس میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

④ یہ وصیت رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو کی، جو پیکرِ زہد وصدق، مجسم علم و فضل، جسور وغیور بلا خوفِ لومۃ لائم حق بات کہنے والے صحابیٔ رسول ﷺ ہیں، انھوں نے پانچویں یا چھٹے نمبر پر اسلام قبول کیا۔

جس دور میں آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا وہ خفیہ دعوت کا دور تھا اور اس دور میں علی الاعلان اسلام کا اظہار کرنا پورے عرب کے غیظ وغضب کو چیلنج کرنے کے مترادف تھا، لیکن سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جس حق کو قبول کر چکے تھے اس کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکتے تھے، چنانچہ انہوں نے مسجد حرام میں رؤسائے کفار کے سامنے بلند آواز سے کہا:

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ))

یہ آواز سن کر کر کفار کے بھیڑیئے آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے چھڑایا۔

نبی کریم ﷺ نے انہیں تلقین کی کہ وہ مکہ میں ٹھہرنے کی بجائے اپنی قوم کے پاس چلے جائیں اور اسلام کی دعوت دیں۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے نہ صرف ان کا پورا قبیلۂ غفار مسلمان ہو گیا بلکہ ایک دوسرا قبیلہ ''اسلم'' بھی مسلمان ہو گیا۔

ہجرت کے بعد جب نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اس سمندر کو دیکھ کر جس کی سطح آب پر ایمان کی روشنی جھلمل جھلمل کر رہی تھی۔ آپ ﷺ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا:

((غَفَّارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ))

''قبیلہ غفار کو اللہ معاف فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ سلامت رکھے''۔

۳۲ھ میں ربذہ کے مقام پر انہوں نے وفات پائی۔

[سير أعلام النبلاء (۲/۴٦، ۷۸)]

ایک دوسری روایت میں ہے۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا فِدَاكَ))

''نبی ﷺ نے مجھے آواز دی کہ اے ابوذر! تو میں نے کہا لبیك وسعديك اور میں آپ پر فدا ہوں''۔

[ابوداؤد، الادب، باب فاذا الرجل يقول جعلني الله فداك (۵۲۲٦) مسند احمد (۳/ ۴۷۵)]

❁......❁......❁

اے بلال.! اٹھو اور اذان کہو

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَنَا الْكَرَى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ قَالَ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَوَّلَهُمُ اسْتِيقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا بِلَالُ فَقَالَ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ لَهُمُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾))

''جب غزوہ خیبر ختم ہوا تو ہم رات کے وقت چلے یہاں تک کہ جب ہم کری جگہ پر پہنچے (یعنی ٹھہرے) اور نبی اکرم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ہمارے لیے پہرہ دے رات کو بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں غلبہ پا گئی اور وہ اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گئے نہ نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے اور نہ ہی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور نہ ہی کوئی صحابی۔

یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے سب سے پہلے بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ پریشان ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا ''اے بلال...! تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی اس ذات نے سلا دیا جس نے آپ کو سلایا۔ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ پس آپ ﷺ نے اپنی سواریوں سے کچھ بھی کم نہ کیا۔ پھر وضو کیا نبی اکرم ﷺ نے اور بلال کو حکم دیا کہ وہ ان کے لیے اذان دیں اور انھوں نے ان کے لیے صبح کی اذان دی، جب آپ ﷺ نے نماز ادا کر لی تو فرمایا جو کوئی نماز کو بھول جائے اسے چاہیے کہ جب بھی اسے یاد آئے وہ نماز ادا کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، قائم کرو نماز کو جب بھی تم کو یاد آ جائے۔ (یعنی سو جاؤ اور نماز گزر جائے)'' [ابو داؤد، الصلوۃ، باب فی من نام عن صلوۃ او نسیھا، (۴۳۵)]

اے اللہ! بلال سے سردی دور کر دے:

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دِن میں نے فجر کی اذان دی لیکن کوئی میری اذان سن کر نہ آیا۔ یہ رات بڑی سرد تھی (گویا بلال رضی اللہ عنہ سردی کی وجہ سے اونچی آواز سے اذان نہ دے سکے)۔ پھر میں نے اذان دی تو ایک آدمی آیا۔ اس نے سلام کہا۔ (وہ رسول اللہ ﷺ تھے) آپ ﷺ نے فرمایا: بلال! تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا: آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، سردی! آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ أَذْھِبْ عَنْھُمُ الْبَرْدَ))

''اے اللہ! ان سے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) سردی کو دور کر دے''۔

[ابو نعیم فی الدلائل (ص/۱۶۶) حیاۃ الصحابۃ (۳/۳۶۲) البدایۃ (۶/۱۹۶)]

تم سب صدقہ کرو:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

((شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يُصَلُّونَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يُخْطَبُ بَعْدُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجْلِسُ (يُجَلِّسُ) بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ) الْآيَةَ ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا أَنْتُنَّ عَلَى ذٰلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ لَا يَدْرِي حَسَنٌ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ لَكُنَّ **فِدَاءٌ أَبِي وَأُمِّي** فَيُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الْفَتَخُ الْخَوَاتِيمُ الْعِظَامُ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ))

''میں عید الفطر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہا وہ خطبہ نماز کے بعد دیا کرتے تھے۔ (ایک دفعہ) نبی کریم ﷺ (عید کے موقع پر) گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں جس وقت وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اپنے ہاتھ کے اشارے سے پھر ان کو سیدھا کرنے لگے اور پھر بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر عورتوں کے پاس گئے اور فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الخ﴾ ''اے نبی! جب آپ کے پاس مومنہ عورتیں آئیں الخ۔'' اور جب اس آیت سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے (اے عورتوں کی جماعت) کیا تم اس پر ہو۔ صرف اور صرف ایک عورت نے ہی جواب دیا: ہاں۔ حسن کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ عورت کون تھی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم صدقہ کرو تو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا لیا۔ پھر فرمایا: ''آؤ تم پر **میرے ماں باپ قربان ہوں**۔'' تو وہ اپنی نگینوں اور غیر نگینوں والی بالیاں اور انگوٹھیاں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔''

[بخاری، کتاب العیدین، باب موعظة الامام النساء یوم العید ح: ۹۷۹، ۱۵۷]

فوائد :

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوعبداللہ بلال بن رباح حبشی غلام تھے۔ گو آپ سیاہ فام حبشی تھے تاہم آئینہ دِل شفاف تھا اور جلد ہی ضیائے ایمان نے ان کے دِل کو منور کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں طرح طرح کے مظالم اور ظلم وستم کی مشق آرائی ان پر سے گزری، لوگ منہ کے بل لٹا کر سنگریزوں کو بدن پر رکھ دیتے اور وہ تپتے صحراؤں میں صبر وتحمل کا پہاڑ بن کر اپنی زبان سے ''احد، احد'' کے نعرے لگاتے رہتے۔[اسد الغابه (۱/۲۰٦)، طبقات ابن سعد (۳/۱٦٦)]

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حسب معمول وادئ بطحاء میں مشق ستم بنایا جا رہا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس منظر کو دیکھا تو دِل بھر آیا اور گرانقدر رقم معاوضہ دے کر آزاد کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شامل کر دیا۔ اسی لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((أَبُوبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاعْتَقَ سَيِّدَنَا))

''ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے سردار (بلال) کو آزاد کیا ہے''۔

[مستدرك حاكم (۳/۲۸٤)]

مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد جب مؤذن کے تقرر کا وقت آیا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز ملا کہ وہ مؤذن خاص مقرر ہوئے۔ بہت حسن صوت والے تھے اور بلند آواز میں اللہ کی توحید کا نقارہ بجایا کرتے تھے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر، فتح مکہ اور دیگر غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

یہ حدی خوان کون ہے......؟

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ خیبر کی جانب (جنگ کے ارادہ سے) چلے، ہم رات میں جا رہے تھے کہ ایک شخص نے عامر سے کہا کہ تم ہمیں اپنے اشعار کیوں نہیں سناتے، عامر ایک شاعر آدمی تھے (یہ سن کر) وہ نیچے اترے اور اس طرح حدی خوانی کرنے لگے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَ ثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا
وَ أَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيْغَ بِنَا أَبَيْنَا
وَ بِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

''اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے۔ جب تک زندہ رہیں تجھ پر فدا ہوں، ہماری مغفرت فرما اور ہم دشمنوں کے مقابلہ میں اٹھیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور ہم پر تسلی نازل کر جب ہم فریاد میں پکارے جاتے ہیں تو ہم پہنچ جاتے ہیں۔ لوگوں نے پکار کر ہم سے استغاثہ چاہا ہے''۔

''اے خدا اگر تیرا حکم نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ صدقے دیتے اور نہ نماز پڑھتے، ہم تیرے نبی اور دین کے اوپر قربان ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما اور جنگ میں ثابت قدم رکھ۔ اور ہمیں سکون کی دولت سے نواز جب ہمیں (باطل کی طرف) بلایا جائے گا تو ہم انکار کردیں گے اور کافر غل مچا کر ہمارے خلاف اتر آئے ہیں۔''

تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ حدی خوان کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا عامر بن اکوع۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے تو جماعت میں سے ایک آدمی (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اب یہ جنت یا شہادت کا مستحق ہوگیا آپ نے ہمیں اس سے متنفع ہونے دیا ہوتا پھر ہم خیبر پہنچ گئے تو ہم نے یہودیوں کا محاصرہ کرلیا، حتیٰ کہ ہمیں سخت بھوک لگی، پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی فتح کے دن مسلمانوں نے شام کو (کچھ پکانے کے لیے) خوب آگ سلگائی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوا لَحْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ (الْأَنَسِيَّةِ) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيقُوهَا (هَرِيقُوهَا) وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ لَهُ فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ))

''یہ کیسی آگ ہے اور تم لوگ اس پر کیا چیز پکا رہے ہو؟ عرض کیا گیا گوشت پھر پوچھا

کس کا گوشت؟ عرض کیا پالتو گدھوں کا گوشت، آپ نے فرمایا: ''پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم (گوشت) پھینک کر ہانڈیاں دھو ڈالیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں جب لشکر کی صف بندی ہوئی (اور لڑائی شروع ہوئی تو چونکہ) عامر کی تلوار چھوٹی تھی انہوں نے ایک یہودی کی پنڈلی پر تلوار ماری (لیکن) اس کی دھار پلٹ کر ان کے گھٹنے میں لگی اور اسی سے ان کی وفات ہوگئی۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب واپسی ہوئی تو نبی ﷺ نے جو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے مجھے (کچھ مغموم) دیکھا تو فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: **میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں**، لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ عامر کے عمل اکارت گئے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو ایسا کہتا ہے وہ جھوٹا ہے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اسے دوگنا اجر ملے گا وہ تو کوشش کرنے والا مجاہد تھا بہت کم مدینہ میں چلنے والے عربی اس جیسے ہیں''

[بخاری، المغازی، باب غزوۃ خیبر]

فوائد:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

① سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام عمرو ہے اور اکوع آپ کے دادا کا لقب ہے، جبکہ دادا کا نام سنان بن عبداللہ ہے۔ سیدنا سلمہ کی کنیت ابو عامر یا ابو مسلم ہے اور بعض نے ابو ایاس بیان کی ہے۔ نسبت کے اعتبار سے آپ اسلمی حجازی اور مدنی کہلاتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کو بیعت رضوان میں شرکت کی سعادت حاصل ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ غزوۂ موتہ میں بھی شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں آپ کے بیٹے ایاس، آزاد کردہ غلام یزید بن ابی عبید اور یزید بن خصیفہ رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

دوڑ میں انتہائی تیز رفتار تھے، یہاں تک کہ کوئی بھی اپنے لمبے قدموں کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ غزوہ ذی قرد میں آپ رضی اللہ عنہ نے جس تیز رفتاری، بے جگری اور شجاعت کے ساتھ دشمن کا پیچھا کیا اور دشمن سے سارے اونٹ، مویشی اور ساز وسامان واپس چھین لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا تھا کہ

((خَيْرُ رِجَالِنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ))

''ہمارے پیادہ لوگوں میں سلمہ بن اکوع سب سے بہتر ہیں''۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات سے چند روز قبل ربذہ سے مدینۃ الرسول منتقل ہو گئے اور تقریباً نوے سال کی عمر میں ۷۴ ہجری میں انتقال فرمایا۔

[الاستيعاب (٢/ ٦٤٠) وسير أعلام النبلاء (٣/ ٣٣١)]

② عامر اور سلمہ آپس میں بھائی تھے، ان کے باپ کا نام سنان اور دادا کا نام اکوع ہے جبکہ یہ مشہور دادا کی نسبت سے ہیں، یہ خیبر ہی میں شہید ہو گئے تھے، یہ مشہور شاعر تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

❁......❁......❁

جنت کا ایک خزانہ

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِي يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ **فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي** قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ))

''جب نبی اکرم ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی یا یہ فرمایا کہ جب آپ خیبر کی طرف چلے تو لوگ ایک وادی پر پہنچ کر بلند آواز سے تکبیر پڑھنے لگے ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ)) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ پر نرمی کرو (یعنی زور سے نہ چیخو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر موجود ذات کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم

سننے والے کو جو قریب بھی ہے پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے" ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا، آپ نے مجھے ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ کہتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ بن قیس! میں نے عرض کیا" لبیک یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے......؟" میں نے عرض کیا، **میرے ماں باپ آپ پر قربان**، ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا: وہ ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) ہے۔" [صحیح بخاری، المغازی، باب غزوۃ خیبر]

فوائد :

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ ہے، ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور پھر آپ ﷺ سے اجازت طلب کر کے یمن چلے گئے۔

پھر یمن سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ۷ھ کو حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، غزوۂ خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس طرح انہیں تین ہجرتوں کا اعزاز حاصل ہے۔

تلاوت قرآن مجید اس قدر خوبصورت آواز میں پڑھتے تھے کہ دل میں اتر جاتی تھی، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ لحن داؤدی دیئے گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

((لَقَدْ أُوتِيَ أَبُو مُوسَى مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))

''ابوموسیٰ کو آلِ داؤد کا سوز و آواز عطاء کیے گئے ہیں''۔

[دارمی، فضائل القرآن، باب التغنی بالقرآن و بخاری (۵۰۴۸)]

یعنی داؤد علیہ السلام جیسی خوبصورت اور سریلی آواز ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دی گئی ہے جس کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح کیا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ۴۴ھ یا ۴۵ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔[تہذیب التہذیب (۵/ ۳۱۶)]

آپ کو کچھ ہوا تو نہیں......؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا (مُرْدِفُهَا) عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ **يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ** هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى (فَأَلْوَى) أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ))

”کہ وہ اور ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صفیہ ردیف بنی ہوئی تھی ان کی سواری پر۔ تو راستے میں اونٹنی پھسلی اور نبی کریم ﷺ اور وہ گرا پڑے۔ اور ابوطلحہ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے اونٹ سے گر

گئے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا آپ کو کچھ ہوا تو نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔ لیکن تم عورت کا حال پوچھو۔" ابوطلحہ نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا اور عورت کی طرف چلے اور اپنا کپڑا اس پر ڈالا تو عورت کھڑی ہوگئی، پھر ان دونوں کو اونٹنی پر سوار کر دیا اور وہ دونوں چل پڑے۔ وہ چلتے رہے حتی کہ مدینہ کے قریب پہنچ گئے نبی کریم ﷺ کہہ رہے تھے ہم رجوع کرنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی تعریف کرنے والے تو آپ یہ کہتے ہوئے ہی مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔" [بخاری، الأدب، باب قول الرجل جعلنی اللہ فداك]

فوائد :

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت ابوطلحہ زید بن سہل قبیلہ عمرو بن مالک جو خاندان نجار کی شاخ میں سے تھے۔ اپنے زمانہ میں اس قبیلہ کے رئیس تھے۔ قبل از اسلام ابوطلحہ شراب کثرت سے پیتے اور کاروبار کرتے تھے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال کے قریب تھی کہ انہوں نے اُمّ سلیم (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ وہ مسلمان تھیں، انہوں نے قبولِ اسلام کی شرط پر ان سے نکاح کرنے کی آمادگی ظاہر کی، جس کا اثر قبول کرتے ہوئے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں پامردی کے ساتھ شریک ہوئے۔

سیدنا ابوطلحہ اور اُمّ سلیم رضی اللہ عنہما دونوں مومن تھے، جن کے اسلام کی خوبیوں کے معاشرے میں چرچے تھے۔ کئی آیات بھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں، مثلاً رسول اللہ ﷺ کا مہمان جو آپ ﷺ نے ان کے حوالے کیا تھا، کھانا کم ہونے کے باعث خود سارے گھر والے بھوکے رہے اور مہمان کو کھانا کھلایا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ نازل فرمائی۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ۴۰ سال زندگی پائی۔ کل ۷۰ سال کی عمر پائی۔ آخرکار ۳۲ھ میں اس دارِ فانی کو چھوڑ گئے۔

[بخاری (۲/۶٦٤)، مسند أحمد (۳/٦) (۳/۱۳۵) (۳/۱۷۱)، مسلم (۳/۱۹۸) و سیر الصحابه (٤/۱٦۷)]

❁......❁......❁

آپ کیا پڑھتے ہیں اے اللہ کے رسول!

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ تکبیر اور قرأت کے درمیان میں کچھ سکوت فرماتے تھے (ابو زرعہ کہتے ہیں) مجھے خیال ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھوڑی دیر، تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! **میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں**، تکبیر اور قرأت کے مابین سکوت کرنے میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں (یہ دعا) پڑھتا ہوں: ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ......الخ)) اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان میں ایسا فاصلہ کر دے جیسا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں کر دیا ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے پاک کر دے، جیسے صاف کپڑا میل سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال......'' [بخاری، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير]

فوائد :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ان کا نام عبد الرحمن بن صخر الدوسی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی جس سے وہ کھیلتے رہتے تھے جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کی کنیت ابو ہریرہ (بلی والے) رکھ دی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ روایات

مروی ہیں، ان کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "اللہ کے رسول ﷺ! آپ میرے اور میری ماں کے لیے دُعا کر دیں کہ تمام مومنین ہم سے اور ہم ان سے محبت کرنے لگ جائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِي اَبَا هُرَيْرَةَ وَ أُمَّهٗ إِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ))

"اے اللہ! اپنے بندوں کی یعنی ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دِلوں میں ڈال دے"۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اٹھہتر (۷۸) سال کی عمر میں ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔

[جامع الترمذی، المناقب، باب مناقب أبی هريرة .وتهذيب التهذيب (۲۸۸/۱۲).صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل أبی هريرة الدوسی (٦٣٩٦) (٢٤٩١) (١٦٠/٧) والبخاری فی الادب المفرد (٣٤) و أحمد (٣١٩/٢)]

اے اللہ کے رسول! میرا بیٹا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

((إِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ **فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي** إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي وَقَدْ نَفَعَنِي وَسَقَانِي مِنْ بِئْرِ أَبِي عِنَبَةَ فَجَاءَ زَوْجُهَا وَقَالَ مَنْ يُخَاصِمُنِي فِي ابْنِي فَقَالَ يَا غُلَامُ هَذَا أَبُوكَ وَهَذِهِ أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئْتَ فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ))

''ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا **آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں** بے شک میرا خاوند چاہتا ہے کہ وہ میرے بیٹے کو لے جائے اور وہ مجھے نفع دیتا ہے اور وہ پانی پلاتا ہے مجھ کو بئر ابی عنبہ سے۔ تو اس کا خاوند آیا اور کہا مجھ سے میرے بیٹے کے بارے میں کون جھگڑا کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بچے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے، پس پکڑ لے دونوں میں سے ایک کا ہاتھ جس کا تو چاہے تو اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ لے کر چلی گئی۔''

[نسائی، كتاب الطلاق، اسلام أحد الزوجين و تخيير الولد]

تمہیں کیسے پتا چلا:

سیدہ ام العلا رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''جنھوں نے نبی ﷺ سے (اسلام پر) بیعت کی تھی کہ مہاجرین کا (انصار کے

ساتھ بھائی چارہ قائم کرنے کے لیے) قرعہ ڈالا گیا تو ہمارے حصے میں سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے، تو ہم ان کو اپنے گھر میں لائے اور ان کو بیماری لاحق ہوگئی جس میں ان کی وفات ہوئی جب ان کی وفات ہوگئی اور ان کو غسل دیا جا چکا اور ان کے کپڑوں میں انہیں کفن دے دیا گیا تھا تو ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں نے کہا:

((رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ))

'اے ابوالسائب! تم پر اللہ کی رحمت ہو تمہارے متعلق میری شہادت ہے کہ اللہ نے تمہیں معزز بنایا''

نبی ﷺ نے فرمایا: کہ تمہیں کس چیز نے بتایا؟'' میں نے کہا ''یارسول اللہ! **میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں**، پھر کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ معزز بنائے گا، آپ نے فرمایا: ''ان پر موت آئی ہے بخدا میں اس کے لیے خیر کا امیدوار ہوں۔ بخدا میں یقین کے ساتھ نہیں جانتا ہوں میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، ام علاء نے کہا کہ بخدا میں نے اس کے بعد کسی کے متعلق کبھی بھی پاک ہونے کی شہادت نہیں دی۔'' [بخاری، مناقب الأنصار، باب مقدم النبی و أصحابه المدینة]

❁ ❁ ❁

صبح روشن کی دیگر کتب